رجسٹرڈ ڈل نمبر ۳۰۹۲

کتاب نما

جلد ۳ | مکتبہ جامعہ ملیہ اسلامیہ، دہلی | نمبر ۵

انتظام کتب خانہ اور اس کی فن وار تقسیم

(۱) تمہید

کاغذ اور چھاپہ کی ایجاد سے کہیں پہلے کتب خانوں کی موجودگی کا پتہ چلتا ہے۔ مٹی کی اینٹوں، کیلے کے پتوں اور درختوں کی چھال پر لکھے رکھانے کا رواج تھا۔ اور اس قسم کے ذخیرے جن سے علم کو محفوظ رکھتے تھے اس قدیم طریقہ کا اظہار ہوتا ہے جیسا کہ عالم اور علماء محققین آثار قدیمہ نے زمین کھود کر نکالے ہیں۔

لیکن اس کے باوجود انتظام کتب خانہ کے فن کو جاری ہوئے کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ قدیم زمانہ میں بھی لائبریرین ہوتے تھے لیکن لائبریرین شپ یعنی فن انتظام کتب خانہ کو ایک پیشہ کی حیثیت سے کوئی بھی نہ جانتا تھا۔ فلسفہ، منطق، علم طبعی موجودات اور کیمیا وغیرہ علوم کا آہستہ آہستہ جب چرچا شروع ہوا انھیں علوم اور عنوانات کی کتابوں کے ایک معمولی ذخیرہ کا نام کتب خانہ تھا۔ اور جو شخص اس قسم کے ذخیرہ کا ذمہ دار اور محافظ ہوتا تھا اس کے لئے عام طور پر یہ ضروری ہوتا تھا کہ وہ ان تمام مذکورہ علوم متداولہ پر عبور کامل رکھتا ہو، یہاں تک کہ آج بھی یہی عقیدہ ہے لفظ "لائبریرین" (کتابدار) "اسکالر" (عالم) کے مترادف خیال کیا جاتا ہے اور اب بھی چند ادارے ایسے موجود ہیں جہاں لائبریرین کا عہدہ ایسے ہی لوگوں کے لئے مخصوص و محفوظ ہو جو بجز اس کے کہ صرف اپنے ایک خاص مضمون کے ماہر ہیں اور اس میں ید طولیٰ رکھتے ہیں، انتظام کتب خانہ کے فن (یعنی لائبریرین شپ) سے قطعی نابلد ہیں اور اس کی وجہ محض یہ ہے کہ قدیم اعتقادات اکثر عوام کے دل و دماغ سے آہستہ آہستہ اور مشکل سے زائل اور محو ہوا کرتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ لائبریرین شپ ہے کیا چیز؟ چھاپہ کی دن دونی اور رات چوگنی ترقی اور کاغذ کی بڑے پیمانے پر تیاری کے ساتھ ہی ساتھ اشاعتی تجارت اور کتابی بیوپار نے بھی زور پکڑا۔ اس ترقی کے پہلو بہ پہلو جمہوریت اور آزاد خیالی نے بھی جنم لیا جس کا پہلا اثر عوام میں تعلیمی ترقی کی صورت میں جلوہ گر ہوا۔ یورپ کے ترقی یافتہ ممالک میں لازمی ابتدائی تعلیم کی وجہ سے آبادی کا ایک ایسا طبقہ پیدا ہو گیا جس نے فری پبلک لائبریریاں (بغیر فیس کے عام کتب خانے) قائم کرنے میں آسانیاں بہم پہنچانے کے لیے شور و غل مچانا شروع کیا جہاں پر وہ کم از کم خرچ سے اپنے کتابی علم کو تازہ کر سکیں۔ جس کے نتیجہ میں ایسے بلا فیس کے عام کتب خانوں کے قیام کا قانون وجود پذیر ہوا، جہاں ایک رقبہ کے باشندے افراط سے کتابوں، اخباروں اور لٹریچر سے مستفید ہو سکیں۔ حساب لگانے سے معلوم ہوتا ہے کہ آج حکومت متحدہ برطانیہ میں ۹۶ فیصدی آبادی کو کتب خانوں کے مفت استعمال کرنے کی آسانیاں حاصل ہیں۔

کتابوں کی فن وار تقسیم کتب خانوں کی اس عجیب و غریب تیز رفتار ترقی کے ساتھ ہی ایسے طریقوں کی بھی تجویز پیدا ہوئی جن کی مدد سے کتابوں کو اس طرح ترتیب دیا جا سکے کہ اگر ایک شخص فرض کیجئے دس ہزار کتابوں کے ایک ذخیرہ سے مستفید ہونا چاہے تو اس کو حسب خواہش صحیح کتاب کی تلاش و انتخاب میں کوئی دقت نہ ہو۔ اس کے یہ معنی ہوئے کہ کتابیں مثل عام چیزوں کے جو ایک بڑے اسٹور میں موجود ہوں اس طرح رکھی جائیں کہ ایک ہی قسم کی تمام چیزیں ایک جگہ سلیقہ سے چنی ہوئی ہوں۔ اس سے یہ مطلب ہے کہ ایک کتب خانہ میں کتابوں کی تقسیم ایک ایسے طریقہ سے ہونا چاہئے کہ جس سے انتشار نہ پیدا ہو۔

کتابوں کی ترتیب لیکن محض اسی بات سے کتب خانہ سے استفادہ حاصل کرنے والے کی تمام مشکلات کا دفعیہ نہیں ہو جاتا۔ اسے ایک ایسی شرح، ایک ایسی کنجی کی ضرورت ہے جس کی مدد سے وہ کتب خانہ کے تمام رطب و یابس پر نہایت آسانی سے عبور حاصل کر سکے اور اسی بنا پر کیٹلاگ (فہرست) وجود میں آئے۔ کیٹلاگ نام ہے کتب خانہ کی تمام کتابوں کی فہرست کا جو ایک خاص طریقہ پر مرتب کی گئی ہو۔ اس فہرست کی مدد سے طالب علم کو وہ تمام مواد جو اس کے خاص مضمون کے متعلق کتب خانہ میں موجود ہے ممکن ترین آسانی سے حاصل ہو جاتا ہے۔

اجرائے کتب ایک مکمل کتب خانہ کی ضروریات صرف اسی پر ختم نہیں ہو جاتیں۔ جوں جوں کتب خانہ کے استعمال کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا رجسٹروں کے استعمال کا قدیم طریقہ جس کی رو سے کتاب جاری کرنے سے پہلے بہت سے خانوں کی بیکار خانہ پوری کرنا پڑتی ہے بے حد تکلیف دہ طریقہ ثابت ہوا ہے۔ کتب خانہ میں ضرورت اس بات کی ہے کہ کام کم وقت، کم خرچ اور تیز رفتاری و قابلیت کے ساتھ ہونا چاہئے لیکن اس قدیم طریقے رجسٹروں والے طریقہ کے استعمال میں وقت بھی زیادہ صرف ہوتا ہے اور عملہ بھی اور کام کی رفتار بہت دھیمی۔ مثلاً سب سے پہلے جو کتب خانہ سے کتب جاری کرانے

کلام جوہر

حضرت مولانا محمد علی جوہر مرحوم و مغفور کا مکمل مجموعہ کلام جسے مولانا عبدالماجد بی اے دریاآبادی نے خاص کاوش سے بقید سنین و تواریخ مرتب فرمایا ہے۔ اور مقدمہ میں بھی مرحوم کی شاعری پر خود مرحوم ہی کے نوشتوں اور مکاتیب وغیرہ سے اور کہیں کہیں خود نہایت موزوں اور پرکیف ٹکڑے لگا کر روشنی ڈالی ہے۔

طباعت وغیرہ دیدہ زیب

قیمت

صرف آٹھ آنے

دیوان غالب

دیوان غالب کا وہ مشہور و معروف نسخہ جو جرمنی میں خاص اہتمام سے چھپوایا گیا ہے۔ مکمل دیوان مع دیباچہ مصنف غالب کی سہ رنگی تصویر جو جرمن ہنرمندی کا اعلیٰ نمونہ ہے نہایت نفیس جلد سنہرا کام قیمت ؏، ے، عـہ

دیوان ثاقب

حضرت مرزا ثاقب لکھنوی کے کلام کا مجموعہ

مرزا صاحب اور ان کا کلام کسی تعارف سے مستغنی ہے۔ کلام کی رنگینی اور مضمون آفرینی کے اعتبار سے اردو شعراء میں انکا مرتبہ بہت بلند ہے۔ اس مجموعہ کلام کا ارباب ذوق کو برسوں سے انتظار تھا۔ کتابت و طباعت بھی دیدہ زیب

قیمت

مجلد۔ چار روپے

غیر مجلد تین روپے

شعلہ و شبنم

کمال داغ ۱۲

پیام فانی ۱۲

شاعر انقلاب حضرت جوش ملیح آبادی کی پرجوش اور کیف آور منتخب سیاسی نظموں کا مجموعہ - قیمت تین روپے (سے)

شاعر انقلاب حضرت جوش ملیح آبادی

کی

فکر و نشاط

بالکل نئی نظموں کا مجموعہ

قیمت عـہ

انتخاب داغ ۱۲

انتخاب سودا ۱۲

انتخاب امیر مینائی ۱۲

انتخاب حسرت ۱۲

نقش و نگار

حضرت جوش کی پرکیف نظموں کا مجموعہ ہر نظم اپنی جگہ مکمل مرصع اور انتہائی طور پر کیفیات شعری میں ڈوبی ہوئی ہے

قیمت عـہ

بادۂ مشرق

شاعر شباب حضرت ساغر کی نظموں اور غزلوں کا بے نظیر مجموعہ، بلبل ہند مسز سروجنی نیڈو، مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی، ڈاکٹر سید محمود صاحب ایم اے پی ایچ ڈی بار ایٹ لا، امام ادب اردو مولوی عبدالحق صاحب اور سیماب اکبرآبادی کے مقدمات۔ کلیات گیارہ ابواب پر مشتمل ہے۔ جرعۂ ابتدائی، صبح نو، اور جرعۂ ختم مع بادۂ رفتگاں، نفاست و طباعت نہایت اعلیٰ۔ یہ کتاب اردو میں اپنی نظیر آپ ہی ہے

قیمت۔ عـہ

بہارستان

مولانا ظفر علی خاں کے کلام کا مجموعہ۔ اس میں مولانا کی تمام اسلامی، سیاسی، علمی، تاریخی، اخلاقی اور اشتہاری نظمیں موجود ہیں۔ یہ مجموعہ جہاں جدید شاعری کیلئے صحیح و صالح نصب العین کی حیثیت رکھتا ہے وہاں اس کا مطالعہ معنوی قوتوں کے لئے پیغام بیداری ہے ہر نظم ملت اسلامیہ کی سانس کی بولتی چالتی تصویر ہے جس پر نظر ڈالتے ہے رگوں میں گرم خون دوڑنے لگتا ہے۔ بہارستان میں اسلامی زندگی کی بشری روح موجود ہے

قیمت للعـہ

شاخ نبات

جناب طالب باغپتی کے کلام کا مجموعہ ہے۔ یہ حسن و عشق کے جذبات لطیف کا ایک کیف آور مرقع ہے اور ہر طرح قابل قدر ہے۔ طباعت وغیرہ دیدہ زیب۔

قیمت غیر مجلد عـہ مجلد عـہ

اعلان

۱- کتاب نما مصنفین اور ناشرین کا اخبار ہے۔
۲- ہر ماہ کی ۱۰ تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔
۳- سالانہ قیمت صرف ۸ر ہے۔

کتاب نما

کتابوں کا ظاہری حسن

آج سے صرف پچیس برس پہلے اگر آپ اردو کتابوں کی کسی دکان پر جاکر کھڑے ہوجاتے تو آپ کو ایسی کتابوں کا ایک اٹا سا ڈھیر نظر آتا جن میں نہایت ادنیٰ قسم کا بادامی یا "سفید رنگ" کاغذ لگا ہوتا ہے۔ مردوں پتلے رنگین کاغذ کا ——— اور جلد تو کجا جن کے اوراق کی کٹائی بھی نہ ہوتی تھی، پھر اگر آپ کوئی کتاب طلب فرماتے تو کتب فروش صاحب مختلف ڈھیر اٹھا اٹھا کر اور ان کی گرد جھاڑ جھاڑ کر کتابیں الٹنا پلٹنا شروع کرتے۔ ان ڈھیروں میں ہر قسم کی ——— چھوٹی بڑی، اچھی بری۔ کم قیمت اور قیمتی، ناولیں اور دواوین، مذہب، تاریخ، اور طب کی کتابیں بے ترتیب خلط ملط ہوتیں۔ بمشکل ان میں سے مطلوبہ کتاب برآمد ہوتی۔ اس کے بعد سودا کرنے کا سلسلہ شروع ہوتا جو دو ڈھائی آنے سے شروع ہوکر شاید چار آنے پر ختم ہوجاتا۔ اور اس طرح آپ کئی گھنٹے کی کوشش کے بعد اپنی ضرورت کی کتاب خرید سکتے۔ لیکن اب آسمان زمین کا فرق ہوگیا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ کتابوں کی اشاعت کے معاملے میں مطبع نولکشور لکھنؤ نے اردو ادب کی لازوال اور بہت کافی خدمت کی لیکن جہاں تک کتابوں کی عام حیثیت اور حسن ظاہری کا تعلق ہے اس کی کتابیں بھی ردی کے ڈھیر سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی تھیں گاہے ماہے انفرادی طور پر کوئی شوقین اور دولتمند رئیس اپنی کوئی کتاب اچھی لکھائی چھپائی کے ساتھ اچھے کاغذ پر شائع کرتا تھا۔ لیکن مجموعی طور پر ناشرین نے اس جانب کوئی توجہ نہیں کی تھی۔ جہاں تک ہمارا خیال ہے اس سلسلے میں سب سے پہلے نامی پریس کانپور نے قدم اٹھایا [illegible] نہایت اہتمام سے پبلک کے سامنے پیش کیں۔ ان کی کتابت و طباعت اتنی بہتر تھی کہ آج بھی اچھے سے اچھے مطابع اور ناشرین اس پر رشک کر سکتے ہیں۔

اس کے بعد رفتہ رفتہ لوگوں کا خیال اس طرف مبذول ہونے لگا۔ اور کتابوں کی تجارت کی کامیابی کے سلسلے میں انھوں نے اس راز کو سمجھنا شروع کیا کہ کتاب کو مقبول بنانے کے لئے اس کا ظاہری حسن بھی بڑی ضروری چیز ہے۔ چنانچہ لاہور اور حیدرآباد سے ایسی متعدد کتابیں شائع ہوئیں جو کسی کتب خانے کی زینت بن سکتی ہیں۔ اور جنھیں یورپ کی شائع شدہ کتابوں کے سامنے رکھا جاسکتا ہے۔ ان میں مرقع چغتائی، دار گل اور طلسم زندگی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ یہ سب انفرادی کوششیں تھیں لیکن ان کا نتیجہ یہ ضرور ہوا کہ ناشرین بھی عام طور پر اپنی کتابوں کو بہتر سے بہتر شکل و صورت میں پیش کرنے کی سعی کرنے لگے۔ اب کتابوں کو مجلد کرنے کا رواج عام ہوتا جاتا ہے۔ جلد پر کتاب اور مصنف کا نام چھپوانا۔ اس پر کوئی ڈیزائن بنوانا کتاب پر گرد پوش (DUST COVER) چڑھانا بھی کافی مقبول ہورہا ہے اور اردو کی کتابیں اب اس قابل ہوگئی ہیں کہ انھیں انگریزی کتابوں کے ساتھ الماری میں سلیقے سے رکھا جائے اور وہ کتب خانے کی خوشنمائی کا باعث ہوں۔

مکتبہ جامعہ کے پیش نظر ابتدا ہی سے یہ چیز تھی اور اگر یہ دعویٰ کیا جائے تو شاید اس میں غلطی نہ ہوگی کہ کتابوں کو ظاہری حسن سے آراستہ کرنے کا مذاق بہت بڑی حد تک مکتبہ جامعہ ہی نے پیدا کیا ہے۔ ناشرین میں سب سے پہلے مکتبہ جامعہ نے اس جانب پیش قدمی کی اور اپنی کتابیں ایسی خوشنما بناکر پیش کیں کہ خریداروں کے لئے ایک خاص دلکشی پیدا ہوگئی۔

لہٰذا اس کامیابی اور مقبولیت کو دیکھتے ہوئے مکتبے نے یہ طے کرلیا ہے کہ آئندہ حتی الامکان تمام کتابیں مجلد شائع ہوں۔ اور انھیں ظاہری حسن و صورت سے آراستہ و پیراستہ پیش کیا جائے۔ امید ہے کہ دوسرے ناشرین بھی اردو کی خدمت اور اپنی تجارت کے فروغ کے خیال سے اس کی پیروی کریں گے۔

مطبوعاتِ جامعہ کی نئی فہرست

چند ماہ سے مطبوعات جامعہ کی فہرست ختم ہوگئی تھی اور شائقین کے طلب فرمانے پر دفتر سے مختصر فہرست روانہ کی جاتی تھی۔ اب مفصل فہرست شائع ہوگئی ہے۔ یہ مصنفین جامعہ کی ۱۰ تصویروں سے مزین ہے۔ اور حسب دستور نہایت خوشنما طور پر شائع کی گئی ہے۔

منشی پریم چند کے مختصر افسانوں "واردات" اور روسو کے سوشل کنٹریکٹ (معاہدہ عمرانی) اور جوش صاحب کے تازہ ترین مجموعہ کلام فکر و نشاط جیسی مکتبہ جامعہ کی تین تازہ ترین کتابوں کی اشاعت کی اس میں اطلاع ہے۔ اس کے علاوہ اس عرصے میں جو کتابیں بچوں کے لئے شائع ہوئی ہیں وہ بھی شامل کرلی گئی ہیں۔ امید ہے کہ ہمارے ہمدرد اس نئی فہرست کو ملاحظہ فرما کر خوش ہوں گے۔

ہندوستانی اکیڈمی، الہ آباد

پچھلے ہفتے ہندوستانی اکیڈمی، الہ آباد نے ایک ضخیم کتاب "تاریخ فلسفہ سیاسیات" کے نام سے شائع کی ہے اس کتاب کے مصنف جامعہ کے پروفیسر محمد مجیب صاحب بی اے آکسن ہیں۔ کتاب بڑے سائز کے تقریباً ۵۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اور ٹائپ میں چھپی ہے۔ اردو میں اس موضوع پر شاید ہی کوئی کتاب ہو۔ اس لئے یہ ہماری زبان میں ایک اچھا اضافہ ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ارباب علم ہندوستانی اکیڈمی کے اس کارنامے کی قدر فرمائیں گے۔

ہندوستانی اکیڈمی ملک کے ان چند علمی اداروں میں سے ہے جو قومی ادب کی حفاظت اور ترقی میں مصروف ہیں۔ اکیڈمی اس لحاظ سے خاص طور پر نمایاں ہے کہ اس کی مطبوعات اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں شائع ہوتی ہیں۔

یہ ادارہ اپنے لائق سکریٹری جناب ڈاکٹر تارا چند صاحب کی نگرانی میں نہایت خوبی سے کام کر رہا ہے اور صرف اردو میں اب تک ۵۰ کتابیں شائع کرچکا ہے۔ اس کے قیام کو ابھی ۱۰ سال ہی ہوئے ہیں اور اس مختصر مدت میں جس قدر وقیع اور مفید کتابیں اس نے شائع کی ہیں وہ ڈاکٹر صاحب کی حسن تدبیر اور سرگرمی کی دلیل ہیں۔

پیام تعلیم اور جامعہ

کتاب نما کے علاوہ مکتبہ جامعہ سے دو رسالے اور بھی نکلتے ہیں۔ ایک "پیام تعلیم" اور دوسرا "جامعہ"۔ پیام تعلیم چھوٹے بچوں کے لئے مخصوص ہے اور اپنے حلقے میں غیر معمولی طور پر مقبول۔ رسالے کی کتابت و طباعت نہایت صاف ستھری ہے اور ہر ماہ ۵۰ صفحات پر شائع ہوتا ہے۔ آرٹ پیپر پر چار صفحے کی تصویریں اس کے علاوہ دی جاتی ہیں۔ بچے تو اسے شوق سے پڑھتے ہی ہیں لیکن جون [illegible] کا رسالہ شائع ہونے پر کئی والدین کے خط آئے کہ یہ رسالہ بے انتہا دلچسپ تھا اور شروع سے آخر تک انھوں نے بھی بڑے غور سے پڑھا۔ ہمیں اپنی محنت کے مشکور ہونے پر جو خوشی ہے انشاءاللہ وہ مزید جاں فشانی کا سبب ہوگی۔

"جون" کا رسالہ جامعہ بھی شائع ہوچکا ہے اور بہت عرصے کی کوشش کے بعد اب دو ماہ سے مہینے کے شروع میں شائع ہورہا ہے۔ اس مرتبہ عام مضامین کے علاوہ "رفتار عالم" خصوصاً غیر معمولی طور پر دلچسپ ہے۔ چند ماہ سے اس رسالے میں دنیا کی اہم خبروں سے متعلق کارٹون بھی دئے جاتے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ رسالہ اپنی نئی دلچسپیوں اور پابندی وقت کے باعث اور مقبولیت حاصل کرے گا۔

سے پہلے کتاب کی تلاش کرنی پڑتی ہے چنانچہ فہرست کتب ہی کو لیجئے۔ رجسٹروں کے طریقہ میں ایک بین خرابی تو یہ ہے کہ ایک وقت میں صرف ایک ہی شخص اس رجسٹر سے مستفید ہو سکتا ہے۔ باقی اشخاص کو اس کے فارغ ہونے تک منتظر رہنا پڑتا ہے لہذا، ایک ایسے طریقہ کار کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جو ان ضخیم رجسٹروں کے بار سے سبکدوش کر سکے، اور ایک ایسا مکمل و سہل طریقہ کار اس کی جگہ لے جس میں کم از کم وقت میں کتابوں کی تلاش اجراء اور واپسی کی آسانیاں بہم پہنچ سکیں۔

کتب خانہ کی عمارت کتب خانہ کی عمارت بھی کچھ کم اہم نہیں غالباً یہ بات تعجب سے سنی جائے گی کہ کتب خانہ کی عمارت کا خاکہ اور تعمیر فن تعمیر کی علیحدہ شاخ تسلیم کر لی گئی ہے۔ اب ہر معمار اور ہر انجینئر کے لیے ممکن نہیں ہے کہ وہ کتب خانہ کی تعمیر شروع کر سکے۔ اس کے لئے صرف انھیں اشخاص کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں جو فن تعمیر کے اس شعبہ میں مہارت رکھتے ہوں اور کتب خانہ تعمیر کرانے کا تجربہ بھی ہو۔

آرائش کتب خانہ ایک اور مسئلہ بھی قابل توجہ ہے جس کو ایک چھوٹے سے چھوٹا کتب خانہ بھی نظر انداز نہیں کر سکتا۔ اس مسئلہ سے میری مراد کتب خانہ کی آرائش اور اس کے لیے مناسب اور موزوں سامان مہیا کرنا ہے کتب خانہ میں عمارت اور ضرورت کے لحاظ سے ایک خاص طول و عرض کی الماریاں اور دیگر فرنیچر ہونا لازمی ہے جس سے زیادہ سے زیادہ کام لیا جا سکے اور کم از کم قیمت میں دستیاب ہو سکے۔ علاوہ ازیں ایک عمدہ کتب خانہ میں روشنی و ہوا کا انتظام بھی اہمیت کے اعتبار سے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا

اس لیے کتب خانہ کی ان تمام متذکرہ بالا اور دیگر ضروریات کے علم اور اس کے متعلق ضروری معلومات بہم پہنچانے کا نام "لائبریرین شپ" ہے۔ اس علم نے کم و بیش ایک الگ شعبہ کی صورت اختیار کر لی ہے اور ان حضرات کیلئے جو لائبریرین شپ کو ایک پیشہ کی حیثیت سے اختیار کرنا چاہتے ہیں بے حد ضروری ہے کہ وہ اس شعبہ (انتظام کتب خانہ) کے متعلق کما حقہ مکمل معلومات حاصل کریں۔ لہذا ہمارا ارادہ ہے کہ آئندہ پرچوں میں فن انتظام کتب خانہ اور اس کی فن وار تقسیم" اور دیگر مختلف عنوانات کو جو کہ ضرور بہت دلچسپ ہوں گے ہم نے تمہید کے طور پر اوپر کی چند سطروں میں کیا ہے حتی الامکان وضاحت سے بیان کریں۔

(باقی آئندہ)

سید جمیل احمد نقوی
اورینٹل اسسٹنٹ لائبریرین
مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

اقبال اور کلام اقبال!

حضرت اقبال عساکر اردو کے باقبال سپہ سالار ہیں! جو بہترین ادبیات اردو کے علمبردار ہیں! مغرب کی آغوش ناز کے پروردہ ہیں۔ لیکن مشرق کے فرزند ارجمند ثابت ہوئے ہیں! وہ یورپ کے ادبی و علمی و تمدنی ورثۂ عظیم، گوئٹے کے بالمقابل مساویانہ شان سے آتے ہیں، اور اس کے "دیوان مغرب" کا شایان شان جواب اپنے "پیام مشرق" سے دیتے ہیں! مغرب کی پر فریب عظمت و شوکت کا پردہ اس طرح چاک کرتے ہیں:-

عجب آن نیست کہ اعجاز مسیحا داری
عجب این است کہ بیمار تو بیمار تر است!

اور پھر اس مسیحائے عالم کے لئے یہ نسخۂ شفا تجویز کرتے ہیں:-

چارہ آن است کہ از عشق گشادے طلبیم
پیش او سجدہ گزاریم و مرادے طلبیم

اقبال کا دوگونہ فلسفہ "خودی و بے خودی" ان کا مشہور حکیمانہ انکشاف فکر ہے۔ جو مختصراً "ایک معنوی فرد" اور ایک "صالح اقوام ملت" کے دو ارکان رکین پر مشتمل ہوا ہے۔ اشعار ذیل میں ان دونوں عناصر کے فعل و انفعال کا ایک امتزاج نظر آتا ہے۔

برتر از اندیشۂ سود و زیاں ہے زندگی ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیم جاں ہے زندگی!
تو اسے پیمانۂ امروز و فردا سے نہ ناپ جاوداں، پیہم رواں، ہر دم جواں ہے زندگی!
خام ہے جب تک تو ہے مٹی کا اک انبار تو پختہ ہو جائے تو ہے شمشیر بے زنہار تو!

اقبال اور کلام اقبال کا یہ اجمال ہے۔ اب اس کی تھوڑی تفصیل سنئے!

اقبال اردو ہندوستان کی مسلمان محفل میں اپنا مشہور ترانۂ اسلام سنا کر بیک گردش قلم اس کا صدر انجمن بن گیا! ترانے کے چند شعر تازہ کر لیجئے، لیجئے قند مکرر!:

چین و عرب ہمارا ہندوستاں ہمارا مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا
مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری تھمتا نہ تھا کسی سے سیل رواں ہمارا
اے گلستان اندلس وہ دن ہیں یاد تجھ کو تھا تیری ڈالیوں میں جب آشیاں ہمارا
سالار کارواں ہے میر حجاز اپنا اس نام سے ہے باقی آرام جاں ہمارا
اقبال کا ترانہ بانگ درا ہے گویا ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا

تاہم اقبال نے اپنے وطن اصلی ہندوستان کو محروم خراج نہیں رکھا۔ چنانچہ کہا

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا ہم بلبلیں ہیں اس کی وہ گلستاں ہمارا
پربت وہ سب سے اونچا ہمسایہ آسماں کا وہ سنتری ہمارا وہ پاسباں ہمارا
کچھ بات ہے کہ ہستی مٹتی نہیں ہماری صدیوں رہا ہے دشمن دور زماں ہمارا

مسلمان ہندوستانی بچے کے کان میں وہ حب الوطن من الایمان کی شریعت محمدی کی معتز اول ہی یہ اذان دیتا ہے،

چشتی نے جس زمیں میں پیغام حق سنایا نانک نے جس چمن میں وحدت کا گیت گایا
تاتاریوں نے جس کو اپنا وطن بنایا جس نے حجازیوں سے دشت عرب چھڑایا

میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے!

ٹوٹے تھے جو ستارے فارس کے آسماں سے پھر تاب دے کے جس نے چمکائے کہکشاں سے
وحدت کی لے سنی تھی دنیا نے جس مکاں سے میر عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے

میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے!

اور تھوڑی دیر کے لئے ہم اقبال کی، اس کے کسی لحظۂ ناخوش کی، یہ تیغ نوائی بھول جائیں،

اس دور میں مے اور ہے، جام اور ہے، جم اور ساقی نے بنا کی روش لطف و ستم اور
مسلم نے بھی تعمیر کیا اپنا حرم اور تہذیب کے آزر نے ترشوائے صنم اور
ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہو جو پیرہن اس کا ہو وہ ملت کا کفن ہے!

جنگ طرابلس الغرب (۱۹۱۱ء - ۱۹۱۲ء)، اقبال کے ساز بزم کے لئے اولین مضراب تھی! طرابلس و بنغازی کے عربوں کے قتل عام پر وہ خون در جگر ہو گیا! اس کی روح سوزاں نے بے اختیار پر پرواز پیدا کئے اور بارگاہ نبوی میں یہ ہدیۂ رنگین (نذر) پیش کیا:-

جھلکتی ہے تری امت کی آبرو اس میں طرابلس کے شہیدوں کا ہے لہو اس میں!

فاطمہ بنت عبداللہ، طرابلس کے ایک مجاہد عرب قبیلے کی خورد سال دختر، جب اک معرکۂ کارزار کے اندر غازیوں اور زخمیوں اور جاں بلب شہیدوں کو اپنے ننھے مشکیزے سے پانی پلاتی ہوئی خود بھی غنیم کی اک گولی سے جاں بحق ہوئی تو اقبال کے سینۂ اسلامی سے ایک فوارۂ خون اچھل پڑا! اس کا گریۂ رنگیں سنئے۔

فاطمہ! تو آبروئے ملت مظلوم ہے ذرہ ذرہ تیری مشت خاک کا معصوم ہے
ہے جسارت آفریں شوق شہادت کس طرح دل کو برگ نازک گل سے بھی تھا پاکیزہ تر
موت کے اندیشۂ جانکاہ سے بیگانہ تھا موجۂ خوں کی ہم آغوشی کو بھی ڈرتا نہ تھا
اپنے صحرا میں بہت آہو ابھی پوشیدہ ہیں بجلیاں برسے ہوئے بادل میں بھی خوابیدہ ہیں

پھر جنگ بلقان اور [illegible] ایمان کا دور آتا ہے۔ اقبال اگرچہ قدم قدم پر اپنے قلب و جگر کا خون پیتا ہے۔ لیکن اسی آہنگ سے زندہ ہے کہ ع

نغمۂ عشرت بھی اپنے نالۂ ماتم میں ہے!

چنانچہ وہ اس لالہ زار مقتل اسلام میں کھڑا ہوا روح مسلم کو للکارتا ہے:-

ہے جو ہنگامہ بپا یورش بلغاری کا غافلوں کے لئے پیغام ہے بیداری کا
تو سمجھتا ہے یہ ساماں ہے دل آزاری کا امتحاں ہے ترے ایثار کا خودداری کا
کیوں ہراساں ہے صہیل فرس اعدا سے؟ نور حق بجھ نہ سکے گا نفس اعدا سے!
تو نہ مٹ جائے گا ایران کے مٹ جانے سے نشۂ مے کو تعلق نہیں پیمانے سے!
ہے عیاں فتنۂ تاتار کے افسانے سے پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے!
کشتیٔ حق کا زمانے میں سہارا تو ہے عصر نو رات ہے دھندلا سا ستارہ تو ہے!

پھر جنگ عظیم کی قیامت صغریٰ برپا ہوتی ہے جس کا نتیجہ اسلامی دنیا کے لئے یہ ہوتا ہے کہ سلطنت عثمانیہ کی ترکی تمام ہو جاتی ہے، ایران لب گور پہنچ جاتا ہے۔ عرب فتنۂ فرنگ کا آخری گہوارہ بنتا ہے۔ اور سارے عالم اسلام میں اک منظر محشر پیدا ہوتا ہے! امیر امان اللہ خاں غازی سے اپنے مشہور خطاب میں اقبال صورت حال کی یوں تخلیص کرتے ہیں:-

دیدہ ای خسرو کیواں جناب؟ آفتاب ما توارت بالحجاب!
ابطحی در دشت خویش از راہ رفت از دم او سوز الا اللہ رفت!
مصریاں افتادہ در گرداب نیل سست رگ تورانیاں ژندہ پیل!
آل عثمان در شکنج روزگار مشرق و مغرب ز خونش لالہ زار
مسلم ہندی شکم را بندۂ خود فروشے، دل ز دیں برکندۂ
در مسلماں شان محبوبی نماند خالد و فاروق و ایوبی نماند!

تاہم ان کی آبرو نے ہمت پر شکن نہیں آتی۔ اور اگر آتی بھی ہے تو لمحہ ہی

پٹ جاتی ہے۔ "سرِ دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی" کے بجز دلداری و جاں بازی میں وہ کہتا ہے:-

آگ ہے، اولادِ ابراہیم ہے، نمرود ہے! | کیا کسی کو پھر کسی کا امتحاں مقصود ہے!

زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ کسی کی یہ بھی ہوئی یہ ابتلائے عظیم ختم ہو جاتی ہے فرزندانِ ابراہیم دشمنِ نار نمرود سے قائم الناز ہو گئے ہیں اور دوسری طرف خود قصرِ نمرود متزلزل نظر آتا ہے! چنانچہ:

عشق کو فریاد لازم تھی سو وہ بھی ہو چکی | اب ذرا دل تھام کر فریاد کی تاثیر دیکھ
تو نے دیکھا سطوتِ رفتارِ دریا کا عروج | موجِ مضطر کس طرح بنتی ہے اب زنجیر دیکھ
عام حرّیت کا جو دیکھا تھا خواب اسلام نے | اے مسلماں آج تو اس خواب کی تعبیر دیکھ
مسلم استی سینہ را از آرزو آباد دار | ہر زماں پیشِ نظر لایخلف المیعاد دار!

ترکانِ کمال کی فتح مبین پر یہ سارا قصیہ اک جاں نواز طربیہ پر آکر ختم ہو جاتا ہے۔ نقیبِ اسلام، اقبال، یوں جشنِ فتح مناتا ہے:

بیا ساقی نوائے مرغِ زار از شاخسار آمد | بہار آمد، نگار آمد، نگار آمد قرار آمد!
کشید ابرِ بہاری خیمہ اندر وادی و صحرا | صدائے آبشاراں از فرازِ کوہسار آمد!
بہ مشتاقاں حدیثِ خواجہ بدر و حنین آور | تصرف ہائے پنہانش بچشمم آشکار آمد!
بیا تا گل بیفشانیم و مے در ساغر اندازیم | فلک را سقف بشگافیم و طرحِ دیگر اندازیم

بعض مختلف و مختصر مسائل و معاملات ——— اسلامی، ہندوستانی، مشرقی، مغربی، بین الاقوامی، البشری ——— پر اقبال کے چند حسبِ حال ملفوظات اب ملاحظہ فرمائیے!

مجلسِ اقوام پر اُن کے طنز کی یہ چٹک، مسولینی اور [illegible] کی ضربتوں سے بھی مہلک نظر آتی ہے!

برفتد تا روشِ رزم درین بزمِ کہن | دردمندانِ جہاں طرحِ نو انداختہ اند
من ازیں بیش ندانم کہ کفن دزدے چند | بہرِ تقسیمِ قبور انجمنے ساختہ اند!

خواجہ کمال الدین مرحوم کی تحریکِ تبلیغِ اسلام در فرنگستان پر کیا خوب فرمایا:

زمانہ باز بر افروخت آتشِ نمرود | کہ آشکار شود جوہرِ مسلمانی!
بیا کہ پردہ ز داغِ جگر بر اندازیم | کہ آفتاب جہانگیر شد ز عریانی!
ہزار نکتہ ز دین پیشِ دلبرانِ فرنگ | کہ نخلِ عشاں را بہ علم برمانی!
رہِ عراق و خراساں زنند مقام شناس | بہ بزمِ انجمیاں تازہ کن غزل خوانی
حدیثِ عشق بہ اہلِ ہوس چہ می گوئی | بچشمِ مور مکش سرمۂ سلیمانی

شخصیت و شاہیت کی لعنت پر فرماتے ہیں:-

آدم از بے بصری بندگیِ آدم کرد | گوہرے داشت ولے نذرِ قباد و جم کرد
یعنی از خوئے غلامی ز سگاں خوار تر است | من ندیدم کہ سگے پیشِ سگے سر خم کرد

مذہب ملا پر اقبال کا فتویٰ سنئے:-

یا وسعتِ افلاک میں تکبیرِ مسلسل | یا خاک کی آغوش میں تسبیح و مناجات!
وہ مذہبِ مردانِ خود آگاہ و خدا مست | یہ مذہبِ ملا و جمادات و نباتات!

عہدِ حاضر، اس کی دانشِ خام، اس کے دل کے سوزِ ناتمام، شاہی و سرمایہ داری کی شقاوتِ تام، اور انسانیت کے ساتھ دونوں کی قتلِ عام پر ایک مرکب شہر آشوب ملاحظہ ہو:-

عقل ہے بے زمام ابھی، عشق ہے بے مقام ابھی | نقش گرِ ازل! ترا نقش ہے ناتمام ابھی!
خلقِ خدا کی گھات میں رند و فقیہ و میر و پیر | تیرے جہاں میں ہے وہی گردشِ صبح و شام ابھی!
تیرے امیر مال مست، تیرے فقیر حال مست | بندہ ہے کوچہ گرد ابھی، خواجہ بلند بام ابھی!
جوہرِ زندگی ہے عشق، جوہرِ عشق ہے خودی | آہ کہ ہے یہ تیغِ تیز پردگیِ نیام ابھی!

مسلمانانِ ہند کی مذہبی حالت، خصوصاً ملایانِ اسلام، خود سے ایک ننگِ اسلام چیز ہو رہا ہو۔ ان دونوں تلخ حقیقتوں پر اقبال کی ایک ایک تلخ نوائی سنئے:

(۱) ملّا اور بہشت!

میں بھی حاضر تھا وہاں ضبطِ سخن کر نہ سکا | حق سے جب حضرتِ ملا کو ملا حکمِ بہشت
عرض کی میں نے الٰہی مری تقصیر معاف | خوش نہ آئیں گے اسے حور و شراب و لبِ کشت
نہیں فردوس مقامِ جدل و قال و اقول | بحث و تکرار اس اللہ کے بندے کی سرشت
ہے بد آموزیِ اقوام و ملل کام اس کا | اور جنت میں نہ مسجد، نہ کلیسا، نہ کنشت

(۲) غلاموں کی نماز

غالباً ۱۹۲۵ء میں ترکانِ انگورہ کی طرف سے ہلال احمر کا ایک وفد ہندوستان آیا تھا۔ تحریکِ خلافت کی صورت میں ہندوستان کے "فاتح بیت المقدس" مسلمانوں نے اپنے گناہوں کا جو کفارہ پیش کیا تھا، اُس زود پشیمانی کا اعتراف منظور تھا! مسلمانانِ ہند سے عام طور پر دینی اخوت اور لقاء تھی مرابطت کے تعلقات کا قیام اُن کا اک دوسرا مطمحِ نظر تھا۔ لیکن انھوں نے یہاں الیمین جو کچھ دیکھا اس کی روایت بزبانِ اقبال سنئے:

کہا مجاہدِ ترکی نے مجھ سے بعدِ نماز | طویل سجدہ ہیں کیوں اس قدر تمہارے امام!
وہ سادہ مردِ مجاہد، وہ مومنِ آزاد | خبر نہ تھی اسے کیا چیز ہے نمازِ غلام!
ہزار کام ہیں مردانِ حُر کو دنیا میں | انھی کے ذوقِ عمل سے ہیں امتوں کے نظام!
بدن غلام کا سوزِ عمل سے ہے محروم | کہ ہے مرور غلاموں کے روز و شب پہ حرام!
طویل سجدہ اگر ہیں تو کیا تعجب ہے | ورائے سجدہ غریبوں کو اور ہے کیا کام!
خدا نصیب کرے ہند کے اماموں کو | وہ سجدہ جس میں ہے ملت کی زندگی کا پیام

(ا۔ د۔ خ)

شمس العلماء مولٰنا نذیر احمد مرحوم کی تصانیف پر ایک سرسری نظر

میں جب بچہ تھا تو ایک لفظ اپنے بڑوں سے سنا کرتا تھا جو اب تقریباً متروک ہو گیا ہے۔ یہ لفظ "نیچری" ہے جس کو انگریزی لفظ نیچر کے ساتھ یائے نسبتی اضافہ کر کے گھڑ لیا گیا تھا اور جو اردو زبان میں غیر زبان کے الفاظ کی کھپت کی ایک نہایت دلچسپ مثال ہے۔ اس نیچری کے نام سے اکثر تنگ خیال ملّا سر سید احمد خاں مرحوم ان کے رفقا اور ان کے بنائے ہوئے علی گڑھ کالج کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو موسوم کرتے تھے اور اس سے ان کا مطلب غالباً یہ تھا کہ سر سید اور ان کے پیرو خدا کی قدرت کے منکر ہیں۔ اور صرف نیچر یعنی قوانین فطرت کو مانتے ہیں۔ شمس العلماء مولٰنا نذیر احمد مرحوم بھی چونکہ سر سید کے دوست اور مددگار تھے وہ لوگ جو مولٰنا مرحوم سے کسی بنا پر رنجیدہ یا مخالف رہتے تھے ان کو نیچری مولوی کہتے تھے۔ میں اس طنزیہ لقب کا استعمال مولٰنا مرحوم کی ذات کے لئے بہت بڑی بے ادبی اور گستاخی سمجھتا ہوں۔ لیکن اگر اس لفظ کے مفہوم سے طنز کو الگ کر دیا جائے اور صرف اس کے لغوی معنی کو لیا جائے تو شاید یہ کہنا بیجا نہ ہو گا کہ مولٰنا مرحوم کی تصانیف کے سب سے نمایاں اوصاف مولویت اور نیچریت یعنی فطرت سے وابستہ ہیں۔ مثلاً ان کے اسلوب تحریر کو لیجئے۔ شاید یہ بات تسلیم کی جائے گی کہ اس کا عام رنگ عالمانہ تھا۔ اور اس میں فارسی سے بھی زیادہ عربی کا اثر دکھائی دیتا تھا۔ لیکن وہ بہت سی جگہ ایسی عبارت بھی لکھتے تھے جو نیچرل یعنی سیدھی سادی طرز تحریر کا نمونہ ہوتی تھی۔ ان کو اس میں بھی باک نہ تھا کہ ایک ہی جملہ میں کسی غیر مانوس عربی لفظ کے پہلو بہ پہلو کسی ٹھیٹ ہندی کے لفظ یا محاورے کو استعمال کریں بعض دفعہ وہ ہندی لفظوں کو اس طرح برت جاتے تھے کہ پڑھنے والا حیران رہ جاتا ہے۔ "گمان" ایک لفظ ہے جو حلوا سوہن اور دوسری مٹھائیوں کے لئے دہلی میں استعمال ہوا کرتا تھا۔ یعنی جتنا حلوا سوہن ایک مرتبہ ایک ہی کڑھاؤ میں پکایا جائے اسکو ایک گمان کہتے ہیں۔ مولٰنا نے اس لفظ کو کتاب کے ایک ایڈیشن کے لئے استعمال کیا ہے۔ اسی طرح ناول کے پلاٹ کے لئے ڈھانچے کے لفظ کا استعمال بھی انکی اپنی ایجاد معلوم ہوتا ہے۔ یہ مولویت کا تقاضا تھا کہ انھوں نے بہت سا وقت اور بہت روپیہ صرف کر کے قرآن مجید کا اردو ترجمہ تیار کیا۔ لیکن یہ ان کی نیچریت یعنی فطری سادگی تھی کہ انھوں نے اپنے ترجمہ میں ایسے محاورات اور روزمرہ کو جگہ دی جس کو مولویوں نے ایک ایسی مقدس کتاب کے مضامین کے اظہار کے لئے ناموزوں بلکہ گناہ عظیم قرار دیا۔ اس ترجمہ کے علاوہ مولٰنا کی زیادہ وقیع مذہبی تصانیف الاجتہاد۔ الحقوق والفرائض اور امہات الامہ ہیں۔ ان میں سے پہلی دو تو صرف مولویوں کے مطلب کی ہیں۔ اگرچہ ان میں بھی مولٰنا نے ایسا پیرایہ استدلال اختیار کیا ہے جس کو نیچرل خیال کیا جاسکتا ہے۔ مولٰنا مرحوم ہمیشہ اس بات پر زور دیا کرتے تھے کہ اسلام ایک فطری مذہب ہے اور اس کے تمام عقاید و قوانین عین فطرت کے مطابق ہیں۔ تیسری کتاب "امہات الامہ" عام دلچسپی کی چیز بھی جاسکتی ہے کیونکہ اس میں تاریخ اسلام کے متعلق نہایت بیش قیمت معلومات ہیں۔ جو غالباً کسی اور اردو کتاب میں نہیں مل سکتیں۔ لیکن اس میں ان کے ذوق فطرت نے مولٰنا کو مجبور کیا۔ پیغمبر اسلام کی خانگی زندگی اور ان کے خویش و اقارب کے افعال کو اس نگاہ سے دیکھا جائے کہ برگزیدہ اشخاص بھی بشریت سے خالی نہ تھے۔ یہ بات اور مولویوں کو پسند نہ آئی۔ اور مولٰنا کو اپنی کتاب کی اشاعت کو بند کرنا پڑا۔

یہی مولویت اور نیچریت کی آمیزش کا نتیجہ ہے کہ مولٰنا کی تقریباً سب تصانیف یا تو اخلاق و مذہب سے واسطہ رکھتی ہیں جو ان کی مولویت کی شان تھی اور یا قصہ کہانی کی ذیل میں آتی ہیں۔ جو انسانی فطرت سے ان کی وابستگی کا نتیجہ تھیں۔ لیکن جس طرح انکی مذہبی کتابوں میں فطرت کا اتباع پایا جاتا ہے اسی طرح ان کے قصوں میں مذہب اور اخلاق کا ذوق موجود ہے خواہ کم یا زیادہ۔ مرأۃ العروس، ابن الوقت، محصنات اور ایامیٰ میں یہ ذوق کہانی کے سانچے سے باہر نہیں آجاتا۔ توبۃ النصوح میں اس نے زور تو بہت دکھایا لیکن سانچہ منضبط ثابت ہوا۔ رویائے صادقہ میں جو مولٰنا کا آخری ناول ہے اس نے سانچہ کو بالکل توڑ دیا۔ اس کتاب کا نصف سے زیادہ حصہ اس مذہب کے متعلق ہے جس کو قصہ کہانی کی ذیل میں شمار کرنا دشوار ہے۔

میں اس وقت اس بحث کو نہیں چھیڑنا چاہتا کہ مولٰنا کے قصے مغربی معیار سے کہاں تک ناول کہلانے کے حقدار ہیں۔ شاید ان سب میں فسانہ مبتلا ہی ایک ایسا ہے جس کو ناول کے مغربی مفہوم سے زیادہ قریب کہہ سکیں لیکن اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں کہ مولٰنا میں ایک ناولسٹ یا افسانہ نگار کے اکثر ضروری اوصاف مثلاً واقعات کی ایجاد، پلاٹ کی ترکیب، دلچسپ گفتگو اور دلکش پیرایہ بیان وغیرہ موجود تھے۔ ان کو دنیا کا بھی کافی تجربہ تھا۔ جو ایک ناول نویس کے لئے بہت ضروری ہے۔ انسانی فطرت کا مطالعہ اگر بہت عمیق نہیں تو وسیع ضرور تھا۔ ان کے ناولوں میں جو کمی ہے وہ یہ ہے کہ ان کے اشخاص فسانہ یعنی کیرکٹر چند اچھی یا بری صفات کا مجسمہ بن جاتے ہیں اور ان کی انسانیت کسی قدر مشکوک بن جاتی ہے۔ لیکن ان کی بات چیت میں مولٰنا کی طبعی شوخی و ظرافت ان کی عالمانہ متانت کے ساتھ مل کر ایک عجیب دلکش انداز دکھاتی ہے اور بہت حد تک اس کمی کی تلافی کر دیتی ہے۔ اگر مولٰنا کے قصوں کا مقابلہ ان قصوں سے کیا جائے جو ان کی طرح اصلاحی مقاصد کو پیش نظر رکھ کر لکھے گئے ہیں تو مولٰنا کی برتری صاف ظاہر ہو جاتی ہے۔

مولٰنا نذیر احمد مرحوم ایک جید فقیہ اور عالم، ایک مستند ادیب اور ایک سحر طراز نثر نگار ہونے کے علاوہ ایک زبردست خطیب یعنی لکچرار بھی تھے۔ ان کے لکچروں میں تمام وہ خوبیاں پائی جاتی ہیں جو ان کی اور تصانیف میں ملتی ہیں۔ بعض لوگ مغربی خطابت کے اصولوں پر انحصار کرتے ہوئے مولٰنا کی اس عادت کو قابل اعتراض سمجھتے ہیں کہ وہ اکثر اپنے مضمون اور موضوع سے دور چلے جاتے تھے، اور بیچ میں ایسی باتیں لے آتے تھے جن کا زیر بحث مضمون سے کوئی ربط و تعلق نہیں ہوتا تھا۔ لیکن یہ واقعی ہے کہ یہ عموماً ایسی دلچسپ ہوتی تھیں کہ سننے والوں کا جی نہیں اکتاتا تھا۔ اور وہ تین تین چار چار گھنٹے مسلسل مولٰنا کی تقریر نہایت توجہ اور ذوق سے سنتے رہتے تھے۔ لکچر کے ساتھ مولٰنا اکثر اپنی ایک نظم بھی پڑھتے تھے جو خاصی طویل ہوتی تھی، اور ایک مرتبہ تو اب معلوم ہوا تھا کہ انھوں نے پورا لکچر ہی منظوم کر دیا تھا۔ ان سب نظموں کو جمع کرنے سے ایک خاصی ضخیم کتاب تیار ہو گئی ہے۔ لیکن مولٰنا کی شاعری میں مولویت کا عنصر بہت زیادہ ہے اور نیچریت کا بہت کم۔ کیونکہ فطری طور پر مولٰنا کو شاعری کا کچھ زیادہ ملکہ نہ تھا۔ تاہم ان کی نظموں میں الفاظ کی کثرت و شوکت اور قوافی کی برجستگی اور آمادگی شاعرانہ اوصاف خیال کئے جاسکتے ہیں۔ قافیہ پر تو مولٰنا کو قابل رشک قدرت حاصل تھی۔

استاد ذوق کی ایک مشہور غزل ہے۔ ؎

ہیں دہن غنچوں کے وا کیا جانے کیا کہنے کو ہیں ✤ شاید اس کو دیکھ کر صلِ علیٰ کہنے کو ہیں

مولٰنا نے اس زمین میں ایک نہایت طویل نظم کہہ ڈالی جس میں ایسے ایسے قافئے ہیں جو کسی معمولی شاعر کے وہم و گمان میں بھی نہ گذرتے۔ فرماتے ہیں: ۔

علم قدرت کی کچھ ہوتی نہیں لوگوں میں قدر ✤ ہم بھی کوئی دن میں اک اندر سبھا کہنے کو ہیں

یہ اندر سبھا کا قافیہ قابل داد ہے۔ اسی نظم کا ایک اور شعر ہے ؎

کوئی لے بھی جائے ہم سے دل کو قصہ پاک ہو ✤ یہ سنان جہاں بھی دلربا کہنے کو ہیں

اس شعر سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ مولٰنا کی وہ فطری شوخی و ظرافت جس کا میں ابھی ذکر کر چکا ہوں بعض دفعہ انکو فطری شاعری کی سرحد سے بہت قریب تک پہنچا دیتی ہے۔ محمد سعید

انجمن کی کتابیں

حیات حافظ رحمت خاں۔ سید الطاف علی بی اے علیگ، روہیلکھنڈ کے مشہور سردار حافظ رحمت خاں کے حالات زندگی اور اس عہد کی دلچسپ تاریخ۔ قیمت مجلد ۲ے

انشائے لطیف۔ جناب لطیف الدین احمد صاحب کے افسانوں کا مجموعہ۔ یہ کتاب اردو ادب میں ادب لطیف کا ایک اچھا نمونہ ہے قیمت......... عار

سائنٹفک ایڈورٹائزنگ۔ پروفیسر برہانند گپتا نے اس کتاب میں اشتہار بازی کے اصول قاعدے اور طریقے نیز اشتہاری مہم جاری کرنے کے ڈھنگ بیان کئے ہیں۔ عار

تاریخ قصائد اردو۔ مرتبہ مولوی حافظ جلال الدین احمد صاحب اس میں قصائد کی غرض اور اس کے نتائج، اس کے نقلی حسن و قبح، محاسن اور معائب قصائد اور ان کی تاریخ پر مفصل بحث ہے۔ ۶ر

نغمات۔ جناب لطیف الدین احمد صاحب کے اشعار منثورہ۔ ہماری زبان میں نثری شاعری کی ترقی یافتہ شکل نہایت دیدہ زیب گرد پوش۔ قیمت ... ۱۲ر

مسلمان اور سائنس۔ خان بہادر ابو عبداللہ محمد ذکاء اللہ خاں صاحب نے اس مختصر رسالے میں یہ بتایا ہے کہ مسلمانوں کے زوال کا اصل سبب سائنس کی طرف سے بے توجہی ہے۔ ۴ر

اجنتا کی نقاشی مع تصاویر۔ از غلام یزدانی صاحب ناظم محکمۂ آثار قدیمہ سرکار عالی۔ اجنتا کے مشہور تاریخی غار کی نقاشی کے بہترین نمونے مع تفصیل۔ قیمت مجلد ۲ے

جیون۔ از عدیم المثال فسانہ نگار منشی پریم چند۔ منشی جی کے اور افسانوں، خواب و خیال، پردہ مجاز اور رام چرچا کی طرح پرلطف اور نتیجہ خیز۔ قیمت مکمل ۶ر

سرود زندگی۔ حضرت اصغر گونڈوی مرحوم کے کلام کا دلکش مجموعہ۔ یہ وہ ایڈیشن ہے جو اب تک نہیں ملتا۔ قیمت دو روپے ۲ے

میرگل۔ جلیل احمد قدوائی کے مختصر افسانوں کا مجموعہ، ان میں سے کچھ چیخوف اور موپاساں کے تراجم اور کچھ طبعزاد ہیں۔ ترجموں کی عبارت بے تکلف اور بے تصنع ہے۔ ۱۲ر

نیلوفر۔ از ایم اسلم۔ پانچ حصوں میں مکمل ناول مصنف کی اور تصانیف فاطمہ کی آپ بیتی، نغمۂ حیات، مرزا جی، نرگس، عروسِ غربت، گناہ کی راتیں کی طرح بہت دلچسپ ہے۔

ہندوستان میں زراعت کا مسئلہ۔ موجودہ معاشی مسئلہ کی اہمیت سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے اس سے مختصر اور مفید کتاب آپ کو شاید نہ مل سکے گی قیمت ۴ر

دیہی صنعتیں۔ ہندوستان کی دیہی صنعتوں کی ابتدا اور کہاں تک ترقی پذیر ہو سکتی ہیں۔ مختصر مگر جامع۔ قیمت ۶ر

مطبوعات جامعہ

ذکری۔ (تفسیر پارہ عم) از خواجہ عبدالحی صاحب تعلیم چھوٹی بڑی سورتوں کا ترجمہ اور تفسیر ہی زمانہ موجودہ کے مسلمانوں کی ضروریات اور شبہات کو مد نظر رکھ کر لکھی گئی ہے۔ عار

عبرت۔ سورۂ یوسف کی نہایت ہی خوبی اور لطف کے ساتھ مولانا ممدوح نے بیان فرمائی ہے اور اس کے عبرت انگیز واقعہ کو بہت موثر انداز میں پیش کیا ہے ۱۲ر

برہان۔ (تفسیر سورۂ نور)۔ مصنف نے اپنے مخصوص انداز میں امت اسلامیہ کو دعوت دی ہے اور عملی مسائل کی تشریح عقل کی روشنی میں بڑی وضاحت کی ہے ۱۲ر

بیان۔ (تفسیر سورۂ آل عمران) اس میں الوہیت مسیح، معجزات ابن مریم اور وفات و حیات عیسیٰ علیہ السلام پر حکیمانہ بحث کی گئی ہے۔ قیمت ۱۲ر

صراط مستقیم۔ سورۂ انفال و توبہ کے حقائق و معارف دلکش انداز میں۔ ان حقائق و معارف کی وضاحت پر خاص طور سے زور دیا ہے جن کو مسلمان نظر انداز کر رہے ہیں ۶ر

سبیل الرشاد۔ تفسیر سورۂ حجرات۔ اس میں مجلس شوریٰ کی ترتیب۔ ارکان کے انتخاب اور صدر جمہوریہ اسلام کے شرائط و لوازمات پر بحث کی گئی ہے۔ قیمت ۱۰ر

سبل السلام۔ انتیسویں پارے کی تفسیر ہے۔ اہل ذوق حضرات کی مقبولیت اس کی فروخت سے معلوم ہوتی ہے۔ قیمت ۱۲ر

بصائر۔ اس رسالے میں بنی اسرائیل کے ان واقعات و حادثات کو جن کا قرآن مجید میں ذکر ہے۔ نہایت دلکش انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ قیمت ۱۲ر

تعلیمات قرآن۔ جملہ اصول و عقائد کی تفصیل خود قرآن کریم کی آیات سے۔ اپنی نوعیت کی سب سے پہلی کتاب جس میں سوائے قرآن کے کسی دوسری کتاب یا انسانی خیال کو مدد نہیں لی گئی ہے ۶ر

تاریخ القرآن۔ قرآن کی جمع و ترتیب اور اس کی حفاظت و تنزل کی مکمل و دلکش تاریخ ہے۔ قیمت ... ... عہ

سیرۃ نبوی اور مستشرقین۔ مترجمہ ڈاکٹر عبدالعلیم صاحب۔ مشہور مستشرق ولہاؤزن کے مضمون کا اردو ترجمہ اس میں ہے اور اس کے اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔ قیمت ۸ر

عقیدہ اعجاز القرآن۔ از ڈاکٹر عبدالعلیم صاحب جنھوں نے برلن کے قیام میں تین سال کی مسلسل محنت اور غور و فکر کے بعد لکھا ہے جسے برلن یونیورسٹی نے سند کی حیثیت سے قبول کیا ہے ۱۲ر

نفسیات مذہب۔ از سید وہاج الدین صاحب اس میں ان مسائل پر نظر ڈالی گئی ہے کہ مذہبی جذبہ نفسی انسانی میں کن کن شکلوں میں نمودار ہوتا ہے۔ ۵ر

متفرق کتابیں

تفسیر سورۂ کوثر۔ مولفہ استاذ امام مولانا حمید الدین فراہی رحمۃ اللہ امین احسن اصلاحی صاحب نے مولانا موصوف کی تفسیر نظام القرآن تاویل الفرقان بالفرقان کے اس جز کا ترجمہ کیا ہے قیمت ۴ر

تفسیر تبت یدا ابی لہب۔ سلسلۂ حمیدیہ کا کارنامہ مولانا حمید الدین فراہی کی مشہور تفسیر نظام القرآن کا ایک جز۔ مترجمہ امین احسن صاحب اصلاحی۔ قیمت ... ۲ر

تفسیر سورۂ اخلاص۔ مولانا حمید الدین فراہی کی وہ مختصر تفسیر جو مولانا نے کسی دوست کی فرمائش پر قیام کراچی کے دوران میں لکھی تھی۔ قیمت ۵ر

رسول کریم۔ محمد حفظ الرحمان سیوہاروی نے سیرۃ النبی کا مختصر مگر مستند اور جامع مجموعہ تیار کیا ہے۔ قلیل الفرصت اصحاب کو بہت مفید ہے۔ قیمت ۴ر

آل بینات۔ قرآن شریف کی مختلف سورتوں سے چند مخصوص آیتیں لے کر مصنف نے یہ بتایا ہے کہ مسلمانوں کی شخصی اور اجتماعی زندگی کے بہت سے مشکل مسائل کو کس طرح حل کیا جا سکتا ہے۔ ۶ر

عبادت اور اس کی غایت تفسیر سورۂ فاتحہ۔ مولفہ مولانا ابوالکلام ام القرآن یعنی سورۂ فاتحہ کی تفسیر خود قرآن پاک کی دوسری آیتوں سے کی گئی ہے۔ قیمت ۴ر

ارشادات القرآن۔ شیخ محمد خان صاحب جالندھری نے قرآن کریم کو ہندی مسلمانوں کے لئے ہندوستانی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ عربی عبارت بالکل نہیں ہے۔ قیمت ۴ر

حقائق اسلام۔ اس کتاب میں مفتی محمد انوار الحق صاحب نے اسلام کی ان خصوصی باتوں کو لینے کی کوشش کی ہے جس میں اس کی تعلیم دیگر ادیان عالم سے امتیاز رکھتی ہے۔ قیمت ۶ر

فضائل اسلام۔ مولفہ قاری سرفراز حسین۔ اس مختصر رسالے میں علم الہیات، علم النفس کی روشنی میں اسلام کے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ قیمت ۴ر

ہندو دھرم اور اسلام۔ مولفہ قاری سرفراز حسین۔ اس مختصر رسالے میں اہل ہنود کے مذاہب کے فلسفے پر کسی قدر تفصیل سے نظر ڈالی ہے تاکہ مسلمان اور ہندو ایک دوسرے کے مذہب کو سمجھ کر آپس میں محبت پیدا کریں۔

روح القرآن۔ مولوی محمد ظفر صاحب ایم اے ایل ایل بی وکیل گورکھپور نے آٹھ سال کی محنت کے بعد ترتیب دی ہے مبتدی حضرات کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت ۶ر

الفرائض۔ مولوی محبوب الرحمن صاحب وکیل اعظم گڑھ عام اہل اسلام کے لئے قانون وراثت۔ اہل سنت و اہل تشیع بالتفصیل لکھا ہے قیمت ۴ر

مذہب و عقلیات۔ مولانا عبدالباری صاحب ندوی نے مذہب و عقلیات سے اختلاف نوعیت کی توضیح کر کے بتایا ہے کہ عقل و مذہب کے مابین تطبیق کی کوشش ایک سعی لا حاصل ہے۔ ۵ر

مکتبہ جامعہ ملیہ اسلامیہ، دہلی

(ایڈیٹر و پبلشر محمد حفظ الدین نے ... پریس دہلی میں چھپوا کر ... سے شائع کیا)